پروفیسر محمد اکرام تائب
عارف والا

سانحۂ مسجدِ بابری

بابری مسجد گرا دی دشمنِ اسلام نے
آگ تن من میں لگا دی دشمنِ اسلام نے
باندھ کر سر پہ کفن نکلو ذرا میدان میں
آج پھر ہم کو صدا دی دشمنِ اسلام نے

لُٹ گیا اپنا فلسطیں بوسنیا بھی جل اٹھا
خوں کے دریا بہہ رہے ہیں وادیٔ کشمیر میں
کہہ رہی ہے چیخ کر یہ بابری مسجد ہمیں
جوش کیوں باقی نہیں ہے بازوئے شبیر میں

نیند کے ماتو ذرا دیکھو تو آنکھیں کھول کر
دن یہ کیا ہم کو دکھایا شامت اعمال نے
کھو گئے بزمِ طرب میں یاد اب کچھ بھی نہیں
درس جو ہم کو دیا تھا حالی و اقبال نے

دِل میں کینہ ہے بظاہر وہ ہمارا یار ہے
کیا کہوں تم سے فرنگی کس قدر مکار ہے
دشمنِ اسلام ہندو بھی ہے اور انگریز بھی
یہ سرِ دیوار ہے اور وہ پسِ دیوار ہے

حشر کا میدان بنا ہے آج یہ ہندوستاں
کٹ رہے ہیں ان گنت ہر روز یاں پیرو جواں
رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو تائب ضرور
ایک دن مٹ کر رہے گا ظلم کا نام و نشاں